حکمت عملی تیاری کی جائے گی۔

متفرق

برطانیہ :''اسلام کے ساتھ ایک نیا مکالمہ''

[برطانوی وزیر خارجہ جناب روبن کُک، نے ۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو لندن میں قائم ''اسماعیلی سنٹر'' کا دورہ کیا۔ اِس موقع پر اُنھوں نے جو خطاب کیا، اِس کا خلاصہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے، مکمل متن کا اردو ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ برطانوی لیبر گورنمنٹ کا یہ پالیسی بیان ہے جس سے مغربی اور بالخصوص برطانوی سوچ کی واضح لفظوں میں عکاسی ہوتی ہے۔ مدیر]

میں بہت خوش ہوں کہ مجھے اسماعیلی برادری سے ملاقات کرنے اور آپ کا پُر شکوہ سنٹر دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ یہ اسلامی طرزِ تعمیر کا شاہکار ہے، اور لندن کے عین وسط میں یہ سب سے زیادہ حیرت انگیز مظہر ہے جو یاد دلاتا ہے کہ ہماری ثقافت کی جڑیں اپنی اصل میں یونانی اور رومی ہی نہیں، بلکہ اسلامی بھی ہیں۔ آج ہم جو کچھ ہیں، اور جس طرح سوچتے ہیں، اِسے بنانے میں اسلامی آرٹ، سائنس اور فلسفے نے مدد دی ہے۔ ہم جس طرح گنتے ہیں، اسے اسلامی اعداد نے متشکل کیا ہے۔

اسلامی دُنیا کے ساتھ ہم اپنے روابط بڑھا رہے ہیں۔ مغرب یہ بات یاد رکھنے کی لیے کوشاں رہے گا کہ ہماری ثقافت اسلام کی مرہون احسان ہے۔ چوں کہ ہماری نشوونما ایک دوسرے سے بہت ہی دور رہ کر ہوئی ہے، اِس لیے مغرب اور اسلام کے درمیان غلط فہمی اور بد اعتمادی نے جنم لے لیا ہے۔

ہمارے اندر یہ استطاعت نہیں کہ یہ غلط فہمی قائم رہے۔ صرف اِس سے نہیں کہ بذاتہٖ یہ بات نادرست ہے کہ دو عظیم ثقافتیں ایک دوسرے کو اِس قدر غلط طور پر سمجھیں، بلکہ اِس لیے کہ جدید دُنیا میں ہمارے لیے اِس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ باہم اکٹھے زندگی گزاریں اور کام کریں۔ جن چیلنجوں کا ہمیں سامنا ہے، یہ عالمی چیلنج ہیں۔ دُنیا بھر میں درجہ حرارت

میں اضافہ مشرق وسطی کو بھی اتنا ہی متاثر کرے گا، جتنا یورپ کو - تہران اور قاہرہ کے نوجوان منشیات کے کاروبار کے اتنے ہی تختہ مشق ہیں جتنے لندن اور ایڈنبرا کے نوجوان ہیں۔ مشرقِ وسطی کے عدم استحکام سے یورپ کو اتنی ہی تشویش ہے جتنی خطے کے قریب ترین ہمسائے کو، یا جتنی اسلامی برادری کو اس سے تشویش ہے۔ ہم مل جل کر کام کر سکتے ہیں، اور اس میں ہم سب کی جیت ہوگی، اگر اپنے درمیان بداعتمادی کو قائم رہنے دیں گے، تو ہم سب نقصان اُٹھائیں گے۔

کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ مغرب کو ایک دشمن کی ضرورت ہے، اور سرد جنگ کے ختم ہونے پر اسلام نے سابق سوویت یونین کی جگہ لے لی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "تہذیبوں کا تصادم" ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ تصادم ناگزیر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ غلطی، بلکہ سخت غلطی پر ہیں، اسلام کو بطور دشمن دیکھنے کی بات تو بہت دور کی ہے، ہم تو اسلام کو دوست کے علاوہ کسی اور حیثیت میں نہیں دیکھ سکتے، چاہے ہماری ثقافتیں اور مذاہب مختلف ہوں، مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم کبھی اکھٹے نہیں ہو سکتے۔ پس ہمیں یہ امر یقینی بنانے کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ پیش گوئی کہیں اپنے آپ کو پورا نہ کرے۔ قرآن مجید میں ہے :

> اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ (یعنی اس لیے نہیں کہ تم ایک دوسرے سے نفرت کرو)

اس جذبے کے ساتھ بداعتمادی کھرچ ڈالنے، ایک دوسرے کے بارے میں گہرے منفی تاثرات کو ختم کرنے، اور باہمی تفہیم کو بہتر بنانے کے لیے ہمیں مل جل کر کام کرنا چاہیے۔

اب یورپی یونین ایران کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تعمیری تعلق رکھے گی۔ یورپی یونین کی طرف سے گزشتہ موسم بہار میں امریکیوں کے ساتھ ہمارے مذاکرات کے نتیجے میں وہ خطرہ ختم ہوگیا ہے جو ایران لیبیا کے خلاف پابندیوں کے قانون کے تحت یورپ اور ایران کے درمیان تجارت کو لاحق تھا۔ دونوں طرف کاروبار اور سرمایہ کاری کے نئے مواقع پیدا ہوں گے۔

ایک نئے مکالمے کا وقت ہے۔

مسائل کے حل میں ہم پیش رفت کر رہے ہیں۔ اب وقت ہے کہ اعتماد اور باہمی تفہیم پیدا کی جائے جس کی ہمیں شدید ضرورت ہے۔ آج میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اسلامی دُنیا اور یورپ کے درمیان ہم ایک حقیقی مکالمے کا آغاز کریں۔ مشترک دلچسپی کے متعدد مسائل پر اسلامی کانفرنس کی تنظیم، اور یورپی یونین نے اعلیٰ سطح پر بات چیت شروع کر دی ہے۔ یہ اہم مسائل ہیں: بلقان، مشرقِ وسطیٰ میں امن کا عمل، افغانستان، دہشت گردی، منشیات، انسانی حقوق اور اقلیتوں کے ساتھ سلوک۔ بات چیت سے ہم ایک دوسرے کو سمجھ سکیں گے اور ایک دوسرے پر اعتماد کر سکیں گے۔

مگر ایسا مکالمہ محض سفارت کاروں یا وزرائے خارجہ ہی کا مکالمہ نہیں ہو سکتا۔ میرا ایک بڑا منصب ہے اور ایک بڑا دفتر، مگر یہ حقیقت میری نظروں سے اوجھل نہیں ہوتی کہ اصل اہمیت عوام کی ہے۔ اور جو روابط اور تعلقات واقعی اہم ہیں، وہ ہمارے عوام کے درمیان ہیں۔

پس اسلامی دُنیا اور یورپ کے درمیان ہم جو مکالمہ شروع کریں، اُسے ہمارے عوام کے درمیان بھی ہونا چاہیے۔ ہمارے اساتذہ کو باہم تبادلہ خیال کی ضرورت ہے۔ ہمارے فن کاروں، ماہرینِ تعمیرات اور فلسفیوں کو باہم ملنے اور لازماً ملنے کی ضرورت ہے۔ اِس طرح کے عمل سے ہمیں بہت کچھ حاصل ہوگا۔ اور اگر ہم تبادلہ خیالات نہیں کرتے تو اِس کا بڑا نقصان ہوگا۔

بہت کچھ پہلے سے ہو رہا ہے۔ برطانیہ کے متعدد نمایاں علمی اداروں میں جو اِس میدان میں بہت عمدہ کام کر رہے ہیں، غیر سرکاری تنظیمیں بھی حساب برابر کرنے میں مدد دے رہی ہیں، مگر ہمیں جس ترقی کی ضرورت ہے، وہ نہیں کر سکیں گے تاوقتیکہ دونوں طرف ذرائع ابلاغ، تعلیم اور دوسرے شعبوں میں رائے عامہ بنانے والے لوگ اُن لگے بندھے منفی تاثرات اور غلط فہمی پر مبنی رجحانات کو توڑ نہیں دیتے جو اِس قدر کشمکش اور تو تکار کی بنیاد ہیں۔

برطانوی دفترِ خارجہ اپنے حصے کا کام کر رہا ہے۔ میرے رفیقِ کار، وزیرِ مملکت ڈیرک فے چیٹ برطانیہ کی مسلمان برادری کے رہنماؤں کے ساتھ باقاعدگی سے صورتِ حال معلوم کرنے کے لیے مل رہے ہیں۔ ہم طلبہ کے تبادلوں، ایسے سیمیناروں اور کانفرنسوں سے

تعاون کر رہے ہیں جن سے ہمارے عوام ایک دوسرے کے قریب آئیں۔

دفترِ خارجہ کے معاملات جدید تقاضوں کے مطابق تبدیل ہو رہے ہیں، تاکہ یہ اس میدان میں واقعتاً موثر ثابت ہو سکے۔ دفترِ خارجہ کو جدید برطانیہ کی ثقافتی ثروت اور تنوع کے مطابق کہیں زیادہ نمائندہ ہونا چاہیے، اِس لیے ہم زندگی کے مختلف میدانوں سے تعلق رکھنے والے ہونہار نوجوان برطانوی مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں کہ وہ سفارت کارانہ ملازمت بطور پیشہ اختیار کرنے کا سوچیں۔

لگے بندھے تعصّبات کی خطرناک بوقلمونی

ہم ایک دوسرے کو زیادہ تر لگے بندھے تعصّبات سے دیکھتے ہیں۔ مسلمان مغرب کو اسلام مخالف اور مادہ پرست سمجھتے ہیں جس میں روحانیت کا فقدان ہے اور ہماری لبرل اقدار کو اپنے معاشروں کی جڑیں کھوکھلی کرنے کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ مغرب اسلام کو اس کے اُن پیروکاروں کے حوالے سے دیکھتا ہے جو انتہا پسندی کا شکار ہیں۔ اور ذرائع ابلاغ کا بڑا حصہ مسلمانوں کو ایک ثروت مند اور متنوع ثقافت کے مالک کے طور پر پیش نہیں کرتا، جن کی ثقافت دُنیا کے ایک عظیم مذہب پر مبنی ہے، بلکہ اُن چند افراد کی جانب سے بموں کے دہشت پسندانہ دھماکوں اور مظالم کے حوالے سے اسلام کی تصویر پیش کرتا ہے جو اسلام کے نام پر یہ سب کچھ کرتے ہیں۔

دونوں نقطہ ہائے نظر بنیادی طور پر درست نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسامہ بن لادن اسی طرح اسلام کا نمائندہ نہیں جس طرح اماؤ (Omagh) میں بم کے دھماکے کرنے والے مغربی اقدار کے نمائندے نہیں۔ اس سے قطع نظر کہ ہماری ثقافتیں ایک دوسرے سے جدا ہیں، ہم ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

مغربی تہذیب میں اسلام کا حصہ

مغرب اسلام کا بہت زیادہ مرہونِ احسان ہے۔ مغربی تہذیب کے وسیع حصے کی بنیادیں اسلام نے رکھی ہیں۔ اعداد سے لے کر فلکیات کے علم تک ہماری تہذیب کی زیادہ تر بنیاد اسلامی علوم پر ہے۔

مغرب کی طرف سے جو سب سے بڑی غلطیاں ہو سکتی ہے، ان میں سے ایک یہ سمجھنا ہے کہ اسلامی ثقافت کوئی اجنبی چیز ہے۔ یہ اجنبی نہیں ہے۔ ہماری ثقافتیں تاریخ کے حوالے سے باہم گندھی رہی ہیں، اور وہ آج بھی باہم یک جا ہو رہی ہیں، اور انہیں مستقبل میں اسی طرح رہنا چاہیے، کیوں کہ مسلمانوں اور اہل مغرب کا مستقبل ایک دوسرے سے گہرے طور پر جڑا ہوا ہے۔

گزشتہ ہفتے میں نے لیبر پارٹی کانفرنس میں کہا کہ ہمیں جو اہم ترین چیلنج درپیش ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم کس طرح مسلم دنیا کے ساتھ مثبت ربط و تعلق پیدا کرتے ہیں۔ بطور وزیر خارجہ میرے ذہن میں یہ ایک کلیدی سوال ہے۔

ایران سے تعلقات کا نیا دور

میرا یقین ہے کہ ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ یکے بعد دیگرے ہم مسلم دنیا اور مغرب کے درمیان مشکل صورت حال کے بعض اسباب پر توجہ دے رہے ہیں۔

تقریباً دو ہفتے پہلے نیویارک میں، میں نے ایران کے وزیر خارجہ ڈاکٹر کمال خرازی کے ساتھ مذاکرات کیے۔ یہ مذاکرات اُن دوطرفہ گفتگوؤں سے قدرے مختلف تھے جو بالعموم دو وزرائے خارجہ کے درمیان ہوتی ہیں۔ ہم نے مل کر ایران اور برطانیہ کے درمیان تعلقات کا نیا دور شروع کیا ہے۔

ڈاکٹر خرازی نے واضح کیا کہ سلمان رشدی کو اب کوئی خطرہ نہیں جسے ایرانی حکومت کی تائید حاصل ہو۔ اس وضاحت کے اثرات وسیع تر ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ برطانیہ اور ایران درپیش مشترکہ چیلنجوں کا مل کر مقابلہ کر سکیں گے۔ منشیات کے کاروبار کے خلاف عملی تعاون میں اضافہ ہوگا۔

برطانیہ کی خارجہ پالیسی میں اسلامی پہلو کو صحیح طور پر شامل کرنے کا دعویٰ ہم جب ہی کر سکیں گے کہ مخلص برطانوی مسلمانوں کا بھرپور تعاون اور اشتراک ہمیں حاصل ہو۔

مسلم دنیا کے ساتھ اپنے تعلقات سے برطانیہ کو دو فوائد حاصل ہیں۔ ہماری مشترک تاریخ ایک ہزار سال کو محیط ہے، گویہ سارا تاریخی عرصہ دوستداری کا نہ تھا۔ اب برطانیہ میں بڑھتی اور ترقی کرتی ہوئی مسلمان برادری ہے۔ برطانیہ میں نو سو سے زائد مساجد ہیں۔ اب

مسلم سکول سرکاری امداد اور تعاون حاصل کر سکتے ہیں۔ تقریباً پندرہ لاکھ مسلمان برطانوی معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

ملک کی ثقافتی، سیاسی اور معاشی زندگی میں اُن کا کردار بتدریج بڑھتا جارہا ہے۔ اُن کی تجارتی مہارتوں سے برطانوی معیشت کے مضبوط ہونے میں مدد مل رہی ہے۔ اُن کی روایت علم کا اظہار اس کردار سے ہوتا ہے جو وہ برطانیہ کے مختلف پیشوں میں دکھارہے ہیں۔ اُن کے کھانوں نے برطانیہ کی زندگی پر بہت گہرا اور لاثانی اثر چھوڑا ہے۔ برطانیہ جدید دُنیا میں کثیر ثقافتی اور کثیر نسلی معاشرہ ہونے کی حیثیت سے بتدریج زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے گا۔

اسماعیلی برادری: ایک بے مثال پُل

یہی سبب ہے کہ آج مجھے یہاں آکراس قدر خوشی ہے۔ اسماعیلی برادری اسلام کے لیے ایک بے مثال پُل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ لوگ دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ جن ملکوں میں رہتے ہیں، اُن سب کے تہہ دل سے وفادار ہیں، اور اس کے ساتھ آپ جہاں بھی ہیں، اپنی روایت کی مرکزی اقدار — اتحاد، خود انحصاری اور خدمت کو سختی سے قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اسماعیلی سنٹر کی اس عمارت کی طرح آپ ہر جگہ ہم آہنگ ہو جاتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں، تاہم اپنی شناخت کو بھی کمزور نہیں ہونے دیتے۔

ہماری ایک اُمید ہے کہ مغرب اور اسلام اکٹھے رہ سکتے ہیں، ایک دوسرے کو سمجھ سکتے ہیں، ایک دوسرے سے سیکھ سکتے ہیں اور اک دوسرے پر بھروسہ کر سکتے ہیں، اپنی شناخت ضائع کیے بغیر ایک دوسرے سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اسماعیلی برادری اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔

آئندہ صدی میں ہمیں سماجی نوعیت کے بڑے چیلنجوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ — امریکی سفیر (ولیم۔بی۔مائیلم)

پاکستان کی مختلف جامعات میں ''ایریا سٹڈی سنٹرز'' قائم ہیں۔ قائداعظم یونیورسٹی۔ اسلام آباد کے ''ایریا سٹڈی سنٹر'' میں امریکہ اور افریقہ کے ممالک کی تاریخ و ثقافت، سیاست